تحقید

جلد04، شمارہ01، جون2023

قدرت اللہ شہاب کا ادبی شاہ کار: ”شہاب نامہ“

Qudratullah Shahab’s Literary Masterpiece: “Shahab Nama”

Dr.Irfan Tauheed
Assistant Professor Department of Urdu, Lahore Leads University, Lahore
Dr.Parveen Akhtar Kallu
Associate Professor Department of Urdu, GC University, Faisalabad
Dr.Aamar Iqbal
Assistant Professor Department of Urdu, Lahore Leads University, Lahore

ڈاکٹر عرفان توحید، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر پروین اختر کلو، ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

ڈاکٹر عامر اقبال، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

p ISSN: 2789-4169

e ISSN :2789-6331

Received: 3-5-2023

Accepted:

Online:

Copyright: © 2023 by the authors. article open-access This is an distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract: In terms of Urdu non-fiction literature, Qudratullah Shahab's "Shahab Nama" has a key position in the genre of autobiography. Originally, "Shahab Nama" is a literary masterpiece written by Qudratullah Shahab, in which the reception era is fully reflected in the mirror of Pakistan's past and present. The political, social, economic and cultural situation of Pakistan has been described in a very thought-provoking manner in the autobiography under study. Moreover, the style of narration of the author is so deceptive that the reader gets lost in the charm of the contents of the book while studying autobiography. Qudratullah Shahab, along with untying the knots of different periods and stages of his life in his book, also embellished the political, social and cultural conditions and monuments from the establishment of Pakistan to the eighth decade of the twentieth century with perfect skill and nimble hand. In the article under study, scribe has tried to present the political and social situations described in the above-mentioned autobiography in a research and critical manner.

Key Words: Autobiography, Shahab Nama, Hind-o-Pak, Social, Political, Situation

کُلیدی الفاظ: خودنوشت، شہاب نامہ، ہندوپاک، سماجی، سیاسی، صورت حال

انسانی زندگی مختلف قسم کے حالات اور واقعات سے معمور ہوتی ہے جس میں ایک طرف تو خوش گوار یادیں اس کی زندگی کا اثاثہ ثابت ہوتی ہیں تو دوسری جانب بڑے مسائل اور مصائب اس کی زندگی کی کڑوی سچائیاں بن جاتے ہیں۔ گزرے دنوں کی یادوں کو محفوظ کرنا اور انھیں قلمی شکل دینا ماضی سے انسانی تاریخ کا ایک اہم حصہ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کہانیوں کی روایت سے آپ بیتی نے جنم لیا ہے۔ آپ بیتی نگار خود پر بیتنے والے واقعات نہ صرف پیش کرتا ہے بلکہ اس کے ساتھ اپنے عہد کے اہم حالات کو بھی بیان کرتا ہے۔

آپ بیتی کا مصنف اپنی داخلی اور خارجی کیفیات کو من و عن لکھتا ہے۔ کسی اہل فن شخصیت کا اپنے آپ کو تحریری انداز میں منظر عام پر لانا اور اپنے محاسن اور معائب کو عوام کے سامنے بے دھڑک پیش کر دینا آپ بیتی کے زمرے میں آتا ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر وہاج الدین رقم طراز ہیں:

> ”خود نوشت سوانح حیات ادب کی وہ تخلیقی صنف ہے جو کسی فرد واحد کی زندگی کے اہم ادوار پر محیط ہوتی ہے اور اسی کے قلم کی رہین منت ہوتی ہے، جس کے آئینے میں اس فرد کی داخلی اور خارجی زندگی کا عکس براہِ راست نظر آتا ہے اور اس کا عہد بھی جلوہ گر ہوتا ہے۔“(۱)

اُردو کے غیر افسانوی ادب کے حوالے سے صنفِ آپ بیتی کے ضمن میں قدرت اللہ شہاب کے ”شہاب نامہ“ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ فی الاصل ”شہاب نامہ“ قدرت اللہ شہاب کے قلم سے نکلا ہوا ایک ایسا ادبی شاہ کار ہے، جس میں پاکستان کے ماضی و حال کے آئینے میں زمانۂ استقبال کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔ زیرِ مطالعہ آپ بیتی میں پاکستان کی سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی اور تہذیبی صورتِ حال کو بڑے فکر انگیز پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ مصنف کا اسلوبِ بیان اس قدر دل فریب و دل آویز ہے کہ قاری آپ بیتی کا مطالعہ کرتے ہوئے مندرجاتِ کتاب کے سحر میں گم ہو کر رہ جاتا ہے۔ جان محمد آزاد "شہاب نامہ" کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ”یہ خود نوشت لگ بھگ تیرہ سو صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور اس میں نجانے کتنی عبرتیں اور قیامتیں چھپی ہوئی ہیں۔ اس کی شعاعوں کی روشنی میں ہر شخص اور ادارے کے حقیقی خدوخال ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ یہ کتاب ایک قوم اور ایک ملک کے عروج و زوال کا آئینہ پیش کرتی ہے۔ یہ سربراہوں کی کج رویوں، اہل سیاست کی ہیرا پھیریوں، نوکر شاہی کی جی حضوریوں اور بیوروکریٹس کی من مانیوں کے علاوہ معاشرے کی بے حسی کی بے لاگ داستان ہے۔ اس کتاب کے مطالعے کے دوران ایسا

محسوس ہوتا ہے جیسے نسل انسانی کی ہزاروں سال کی خوابیدہ تاریخ پوری لطافت اور کثافت کے ساتھ بیدار ہو گئی ہے۔"(۲)

قدرت اللہ شہاب نے اپنی آپ بیتی میں اپنی زندگی کے مختلف ادوار و مدارج کی گرہ کشائی کرنے کے ساتھ ساتھ قیامِ پاکستان سے لے کر بیسویں صدی کی آٹھویں دہائی تک کے سیاسی، سماجی اور تہذیبی احوال و آثار کو بھی کمال ہنر مندی اور چابک دستی سے زیبِ قرطاس کیا ہے۔ راقم نے زیرِ مطالعہ مضمون میں مذکورہ آپ بیتی میں بیان کیے گئے سیاسی و سماجی حالات کو تحقیقی و تنقیدی انداز میں پیش کرنے کی سعی کی ہے۔

شہاب نامہ ایک ضخیم اور مسلّم الثبوت سرگزشت ہے۔ شہاب نامہ کے ابتدائیہ میں ایک باب "اقبالِ جرم" کے عنوان سے ہے جس میں مصنف ابن انشاء کے سوال کہ اگر تمھیں دوبارہ زندگی نصیب ہو تو اسے کس طرح گزارنا چاہو گے؟ اس سوال کے جواب میں قدرت اللہ شہاب بیان کرتے ہیں کہ میں خطاکاریوں اور غفلتوں کی اصلاح کر کے دوسری زندگی بھی ویسے ہی گزارنا چاہوں گا جیسے کہ موجودہ زندگی گزار رہا ہوں۔ ان خطاکاریوں اور غفلتوں کی وجوہات کو مصنف نے یوں قلم بند کیا ہے:

"دین کے بارے میں مَیں کبھی کسی شک و شبہ یا تذبذب میں گرفتار نہیں ہوا۔ دین کے متعلق میرا علم محدود اور عمل محدود تر ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنی بے نیازی سے مجھے اسلام کی بعض جھلکیوں کی نعمت سے محروم نہیں رکھا۔ ایک دور افتادہ، پس ماندہ اور سادہ ماحول سے نکل کر میں نے اپنے زمانے کی سب سے بڑی سول سروس کے مقابلے کے امتحان میں حصہ لیا اور اللہ نے مجھے کامیابی عطا فرمائی۔ سروس کے دوران میں نے کبھی اپنی پوسٹنگ یا ٹرانسفر کے لیے کسی قسم کی کوشش یا خوشامد سے کام نہیں لیا۔ اس کے باوجود مجھے اچھے سے اچھا عہدہ نصیب ہوتا رہا۔"(۳)

قدرت اللہ شہاب نے آپ بیتی کے آغاز میں اپنی زندگی کے طرزِ عمل اور حقائق سے پردہ اُٹھایا ہے۔ آگے چل کر انھوں نے دورانِ ملازمت پیش آنے والی مشکلات کا بھی اختصار سے جائزہ پیش کیا ہے۔ مصنف نے اپنی اوائل عمری کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس زمانے میں جموں میں پلیگ کی وباء پھیل گئی تھی۔ اس وقت وہ چوتھی جماعت کے طالب علم تھے اور اکبر ہائی سکول میں زیرِ تعلیم تھے۔ سکول میں مولوی عبد الحنان جو دینیات اور اُردو کے استاد تھے ان کی بیوی صادقہ بیگم کو پلیگ ہوا تو آپ نے ان کے گھر جا کر ان کی خدمت کی۔ مولوی صاحب کی بیگم سے انس اور لگاؤ کا پیدا ہونا اس بات کا غماز ہے کہ مصنف کم عمری سے ہی بہت حساس اور خدمتِ خلق کا جذبہ رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ جب صادقہ بیگم کا پلیگ کی بیماری سے انتقال ہوا اور آپ نے تجہیز و تکفین میں جس طرح حصہ لیا اور آپ بیتی میں چند راوتی سے عشق کی روداد مصنف کی نفسیاتی کیفیات کو ظاہر کرتی

ہیں۔ ڈاکٹر احسان اکبر "شہاب نامہ" کے بارے میں رقم طراز ہیں:

”شہاب صاحب کا یہ "زندگی نامہ" ان کے سفر حیات کی جو جھلکیاں دکھاتا ہے، اس میں خود نمائی یا"سلف ایگرنڈائزمنٹ" سرے سے نہیں ہے۔ چندراوتی جس پر وہ اپنے طالب علمی کے زمانے میں فدا ہو گئے تھے اس کے ساتھ مراسم کے ذکر میں کئی اپنے "مردانہ شاہ نزم" کے تحت محبت کی کامیابیوں یا چندراوتی کو فتح کر لینے یا بقول غالب "مار رکھنے" کی روداد درج نہیں کی۔ صرف اپنی یک طرفہ محبت کا اظہار ہے، چندراوتی کی پاکیزگی اور سادگی کا ذکر ہے۔“(۴)

قدرت اللہ شہاب کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ وہ آئی۔ سی۔ ایس کے امتحان میں کامیاب ہونے والے واحد ہندوستانی مسلم امیدوار تھے۔ اس وجہ سے ان کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ بڑے بڑے لوگوں کی طرف سے مبارک بادیں آنے لگیں۔ آئی۔ سی۔ ایس کی ٹریننگ مکمل کرنے کے بعد انھیں بطور اسسٹنٹ کمشنر بھاگل پور میں تعینات کر دیا گیا۔ اس زمانے میں بھاگل پور میں وقفہ وقفہ سے فرقہ وارانہ فسادات کی آگ بھڑکائی جاتی تھی۔ اس دور کی آنکھوں دیکھی سیاسی و سماجی صورت حال کی نقشہ آرائی مصنف نے یوں رقم طراز کی ہے:

”جب ایسٹ انڈیا کمپنی نے جنوبی ایشیا میں تجارت کے پردے میں سیاست کا جال پھیلایا، تو اس کے جلو میں ملازمین کا ایک لاؤ لشکر بھی اس خطہ ارض پر ٹڈی دل کی طرح اڈ آیا۔ یہ ملازم عام طور پر کمپنی کے ڈائریکٹروں کے بیٹے، بھانجے، بھتیجے یا ان کے دوست احباب کے اعزہ واقارب ہوتے تھے۔“(۵)

مصنف نے اپنی آپ بیتی میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہندوستان کے لیے بھرتی کرنے والے ڈائریکٹر صاحبان جو کہ رشوت اور سفارش کے بدلے نوکریاں تقسیم کرنے کا انکشاف کیا ہے۔ مصنف نے اپنی خودنوشت میں ان غیر ملکی عناصر کے بہت سے پول کھول دیئے ہیں اور قاری کو تقسیم ہندوستان سے پہلے کی انگریز حکومت کا اصل چہرہ دکھانے کی بھرپور کوشش کی ہے:

”مال و دولت سمیٹنے کا یہ نیا راستہ دیکھ کر دوسرے انگریزوں کی بھی رال ٹپکنے لگی اور ہندوستان میں کمپنی کی ملازمت حاصل کرنا ایک باقاعدہ مہم کی صورت اختیار کر گیا۔“(۶)

قدرت اللہ شہاب نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائریکٹروں کی رشوت خوری اور ہندو بنیا کے طرزِ عمل کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ کس طرح وہ اپنے مفادات کو حاصل کرنے کے لیے ہر سماجی حد کو بآسانی پار کر سکتا ہے۔ بھاگل پور کے فسادات کو

مصنف نے اپنی آپ بیتی میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس دور کے متعصب ہندو اور انگریز افسران کی قلعی کھول دی۔ اس دور کے ہندو مسلم سماج میں سماجی بد نظمی اور معاشرے میں نفرت کا بیج بونے والوں پر مدلل انداز میں حقائق کو قوم کے سامنے لانے کی عملی مساعی کی ہے۔ بھاگل پور سے انھیں ضلع گیا میں ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے۔ مصنف نے وہاں کا نظم و نسق سنبھالنے کے بعد ان سے پہلے جو افسران کام کر چکے تھے ان کے کاموں کا بغور جائزہ لیا۔ یہاں بھی انھیں وہی چیزیں دکھائی دیں جن کا وہ پہلے مشاہدہ کر چکے تھے۔ انگریز دور حکومت میں ہندوستان میں بھیجے گئے بہت سے اہل اقتدار انگریزوں کے اپنے اپنے مخصوص عزائم کے ساتھ ایک مقصد یہ بھی ہوتا تھا کہ جس طرح بھی ہو زیادہ سے زیادہ مال کمایا جائے اور اپنے ملک جا کر عیش و عشرت کی زندگی گزاری جائے۔

مصنف فطری طور پر کھلے دل کے مالک تھے اور عوام الناس کے لیے کام کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ وہ معاشرے میں تمام برائیوں، ظلم اور زیادتی کو دیکھ کر بہت بے چین ہو جاتے تھے۔ ۱۹۴۲ء کا زمانہ Quit India Movement کا دور تھا۔ انگریز حکومت سخت سے سخت قوانین نافذ کر رہی تھی۔ اس دور میں بنگال میں شدید قحط پھیل گیا۔ بھوک سے سسک سسک کر جان دینے والوں کی تعداد دوسری جنگ عظیم میں مرنے والوں کی تعداد سے کہیں زیادہ تھی۔ خدمت خلق کے جذبے کے تحت آپ نے حکومت سے بنگال جانے کی اجازت لی اور کلکتہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ وہاں جا کر آپ نے افلاس زدہ لوگوں کو مصائب سے نکالنے کی بھرپور مساعی کی۔ اس بے بسی اور بے کسی کے عالم میں حکومت کی بے رحمی اور سنگ دلی کو مصنف نے آپ بیتی میں جابجا اجاگر کیا ہے۔ انھوں نے بنگال کے قحط کا جو نقشہ پیش کیا ہے اس سے ہر درد مند دل رکھنے والے انسان کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔ آپ بیتی میں بنگال کی قحط سالی، حکومتی بے توجہی اور سماجی صورت حال کو جس انداز میں پیش کیا ہے اس سے اس دور کے حالات اور کیفیات کا پورا علم ہو جاتا ہے۔

تقسیمِ ہندوستان سے پہلے مصنف کی آخری پوسٹنگ اڑیسہ میں تھی۔ انھوں نے اڑیسہ کے مسلمانوں کی سیاسی، سماجی اور معاشی صورت حال کو بھی بیان کیا ہے۔ اڑیسہ میں جب وہ ڈپٹی سیکرٹری کی حیثیت سے کام کر رہے تھے اسی زمانے میں تقسیم ملک کا زور تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ کانگریس کی ریشہ دوانیوں بالخصوص گاندھی اور نہرو کی سیاسی چالوں کا پتہ چلتا ہے۔ ہندوستانی سیاست کے اس دور کے دوران انھوں نے کانگریس کو ایک ہندو پرست جماعت قرار دیا ہے۔ تقسیم ملک کے معاملے میں انگریزوں نے جس طرح ہندوؤں کا ساتھ دیا اور مسلمانوں کے ساتھ سیاسی ناانصافیاں کیں، بالخصوص ریڈ کلف کا غیر منصفانہ اور یک طرفہ فیصلہ جس کو مصنف نے طشت ازبام کرنے کی کوشش کی ہے۔

قیام پاکستان کے بعد ان کو منسٹری آف کامرس میں امپورٹ ایکسپورٹ کا سیکرٹری بنا دیا گیا۔ انھوں نے بڑی تندہی اور ایمانداری سے اس کام کو نبھایا۔ بہت سی مشکلات اور دشواریوں کو انھوں نے بخوبی سلجھانے کی کوشش کی۔ قیام پاکستان کے بعد

دنیا کی سب سے بڑی ہجرت دیکھنے میں آئی، اس وجہ سے مسلمانوں کو بہت بڑے مصائب سے بار بار گزرنا پڑا۔ مصنف نے ان تمام قسم کے آلام اور اس دور کے سیاسی اور سماجی حالات کو بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔

"شہاب نامہ" کا ایک اہم موضوع کشمیر ہے۔ قدرت اللہ شہاب چونکہ خود کشمیری تھے اور ان کی دلی وابستگی اہل کشمیر کے ساتھ تھی۔ وہ کشمیری مسلمانوں کی پسماندگی پر مایوسی اور ڈوگرہ راج کے دور میں مسلمانوں پر ہونے والی زیادتیوں کے بارے میں رقم طراز ہیں:

> ''کشمیری مسلمانوں کا مال و متاع تو ہر وقت ریاست کے اہلکاروں، خفیہ نویسوں، رئیسوں اور جاگیر داروں کے رحم و کرم پر رہتا ہی تھا، اس غریب کی جان بھی اپنی سر زمین پر بے حد ارزاں تھی۔ ایک زمانے میں کشمیری مسلمانوں کی زندگی کی قانونی قیمت مبلغ دو روپے تھی۔''(۷)

مصنف نے خونوشت میں کشمیر کی تاریخ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ تقسیم ہند تک جو کشمیر کے حوالے سے سیاسی معاملات گزرے ان کی تفصیل بیان کی ہے۔ اپنی تحریر میں انھوں نے بتایا کہ کس طرح کشمیریوں کے ساتھ وعدے اور عہد نامے کیے گئے اور کس طرح ان کی آرزوؤں اور تمناؤں کا خون کیا جاتا رہا۔ آر۔ ایس۔ ایس اور اس کے غنڈوں نے کس طرح کشمیری مسلمانوں پر مظالم ڈھائے۔ پنڈت جواہر لال نہرو کی مکاری اور عیاری کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''جس مجرمانہ مکاری، دغا، فریب اور سازشانہ جارحیت کے ذریعے بھارت نے کشمیر پر اپنا قبضہ جما لیا تھا، اس کی حقیقت ساری دنیا پر اظہر من الشمس تھی۔ اپنی ان گھناؤنی کارروائیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے پنڈت جواہر لال نہرو نے بین الاقوامی سطح پر ببانگ دہل رٹ لگانی شروع کر دی کہ بھارت کے ساتھ ریاست کا یہ الحاق محض عارضی، وقتی اور ہنگامی ہے۔ الحاق کا حتمی فیصلہ جموں و کشمیر کے باشندوں کی آزادانہ منصفانہ اور غیر جانبدارانہ رائے شماری (Plebiscite) کے ذریعہ کروایا جائے گا۔''(۸)

مسئلہ کشمیر کی سیاسی صورت حال کو مصنف نے واضح انداز میں بیان کیا ہے کہ کس طرح بھارت نے سازشی ہتھکنڈوں اور جارحیت کا سہارا لے کر کشمیر کے عوام کو زیر عتاب رکھا ہوا ہے۔ مصنف نے کشمیر کی سیاسی و سماجی زندگی کے نشیب و فراز کی داستان کو تاریخی سچائیوں اور اس عہد کی حقیقی صورت حال کو تفصیل سے واضح کیا ہے۔ آپ بیتی میں مسئلہ کشمیر کے حوالے سے نذیر احمد رقم طراز ہیں:

"کشمیر کے بارے میں تمام واقعات کی کڑیاں قدرت اللہ شہاب نے بڑی محنت سے جوڑی ہیں۔ اندرونی سیاست کی کشمکش، شیخ عبداللہ کے قلب کی ماہیت، چودھری غلام عباس کا استقلال، مجاہدین کی قربانیاں، ہندوستان کی ہٹ دھرمی، نہرو کا دوغلا پن، پاکستانیوں کی سادگی، سبھی تار چھیڑے ہیں اور ان کی مدد سے کشمیر کی المناک کہانی بیان کی ہے۔"(۹)

قدرت اللہ شہاب نے جن حقائق کو پیش کیا ہے وہ بلاشبہ تاریخی اعتبار سے بہت اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ انھوں نے آنکھوں دیکھی وہ تمام باتیں پیش کر دی ہیں جس سے کسی تاریخ کے طالب علم کو اچھا مواد حاصل ہو سکتا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد مصنف بہت اہم مناصب پر فائز رہے۔ ان کو وزراءاعظم اور صدور کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملتا رہا۔

آپ بیتی میں مصنف نے صدر ایوب کے زوال کی کہانی بیان کرنے کے لیے باب بعنوان "صدر ایوب کا زوال" تجویز کیا ہے۔ اس میں صدر ایوب کے تنزل اور پاکستان کی سیاست میں چیرہ دستیوں پر مشتمل فیصلے جو صدر ایوب کے دورِ حکومت میں لیے گئے ان پر اچھی خاصی روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"صدارتی الیکشن کے دوران صدر ایوب نے دین اور دنیا دونوں سے بے دریغ فائدہ اُٹھایا۔ پہلے تو ایک مشہور پیر صاحب نے اعلان فرما دیا کہ انہیں بذریعہ کشف یہ الہام ہوا ہے کہ کمبائنڈ اپوزیشن پارٹیز کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل نہیں۔ اس کے بعد چند علمائے کرام نے یہ فتویٰ بھی صادر کر دیا کہ اسلام کی رو سے کسی عورت کا سربراہ مملکت کے عہدے پر فائز ہونا جائز نہیں۔"(۱۰)

شہاب نامہ میں مصنف نے صدر ایوب خان کی حکومت کے زوال کے سیاسی محرکات تو بہت سے تحریر کیے ہیں لیکن راقم نے یہاں چند ایک کا انتخاب کیا ہے۔ آپ بیتی میں مصنف بیان کرتے ہیں:

"صدارتی الیکشن کے دوران دین کے علاوہ دنیا بھی بے حساب کمائی اور لٹائی گئی۔ ایوب خان کی کنونشن مسلم لیگ کے ہاتھ میں کروڑوں کا الیکشن فنڈ موجود تھا۔ اسے جمع کرنے کے لیے ہر طرح کے حربے استعمال کیے گئے تھے۔"(۱۱)

صدر ایوب کی حکومت کے خاتمے میں جنرل یحییٰ خان کی سازشی چالوں کو بڑی اہمیت حاصل رہی۔ انھی سازشی چالوں کی وجہ سے مصنف جنرل یحییٰ خان سے بہت بدظن ہوئے اس لیے جنرل یحییٰ کے اقتدار میں آتے ہی مصنف نے سول سروس آف پاکستان سے استعفیٰ دے دیا۔ یحییٰ خان کے چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر بننے کے بعد انھوں نے کیوں استعفا دینے کا فیصلہ کیا اس کے

بارے میں وہ خود لکھتے ہیں:

"لیکن جب یحییٰ خاں اپنے بے ضمیر باطن کی اندھیر نگری سے چوپٹ راجہ بن کر ارض پاک پر نازل ہوا تو میرے اندر کسی دبے ہوئے جنون نے بھی کروٹ لی۔ اس شخص کو میں مدت سے پہچانتا تھا۔ اس کی پیشانی پر بے برکتی اور بدتوفیقی کی ایک واضح مہر ثبت تھی۔"(۱۲)

قدرت اللہ شہاب نے یحییٰ خان کے دور میں اپنی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور پاکستان سے رختِ سفر باندھا کیونکہ یحییٰ خاں سے ان کی مخالفت کا آغاز ہو چکا تھا۔ ان دنوں یونیسکو کے ایگزیکٹو بورڈ کے ممبران کا انتخاب ان کی ذاتی حیثیت میں ہوتا تھا اس لیے مصنف کو یونیسکو کے ایگزیکٹو بورڈ کا ممبر چن لیا گیا تھا۔ اس میٹنگ میں شامل ہونے کے لیے جب وہ تیار ہونے لگے تو میجر جنرل پیرزادہ جو کہ جنرل یحییٰ کے دست راست تھے نے بہت روڑے اٹکائے لیکن ان کی ہر کوشش ناکام رہی۔

زیر نظر آپ بیتی میں پاکستان کی سیاسی جماعتوں کو بھی خصوصی طور پر زیر بحث لایا گیا ہے۔ روایتی سیاسی پارٹیوں میں ایک جدید رجحان کی طرف مصنف نے قارئین کی توجہ مبذول کروانے کے لیے بیان کیا ہے کہ سرکاری ملازمتوں سے ریٹائرڈ حضرات کو بطور خاص سیاسی جماعتوں میں جگہ دی جاتی ہے:

"کچھ عرصہ سے یہ فیشن بھی عام ہو رہا ہے کہ سول اور فوجی اعلیٰ افسر اپنی اپنی ملازمتیں پوری کرنے کے بعد خاصی تعداد میں بعض سیاسی جماعتوں میں نمایاں مقامات حاصل کر رہے ہیں۔ یہ سیاست اور جماعتوں دونوں کی بدقسمتی ہے۔"(۱۳)

آپ بیتی میں مصنف نے ریٹائرڈ سول اور فوجی افسران کے سیاست میں وارد ہونے کو سخت الفاظ میں ہدف تنقید بنایا ہے کہ کس طرح ہمارے ہاں ان ریٹائرڈ افسروں نے ملکی سیاست کو داغدار کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔

آپ بیتی میں انھوں نے اپنی بیوی کے بارے میں والہانہ جذبات کا اظہار کیا ہے۔ انھوں نے اپنی یونیسکو میں سرانجام دی جانے والی ذمہ داریوں اور اسرائیل میں بھیس بدل کر یہودیوں کے جھوٹ کا پردہ فاش کرنے کے ساتھ ساتھ اس خفیہ مشن کو سرانجام دینے کو انھوں نے اپنے لیے توشہ آخرت سمجھا ہے۔ قدرت اللہ شہاب کی اس آپ بیتی کے بارے میں ڈاکٹر پرویز پروازی نے جہاں اسے حدف تنقید بناتے ہوئے بہت اہم نقاط قلم بند کیے وہاں وہ یہ لکھنے پر بھی مجبور ہوئے ہیں کہ شہاب نامہ ایسے فرد کی داستان حیات ہے جو اپنی ہستی میں دین دار، مخلص شخص اور مذہبی اقدار کا پاسدار تھا۔(۱۴) آپ بیتی کا اختتام قرآنی آیات اور دعائے کن فیکون پر ہوتا ہے۔ اس آپ بیتی کے بارے میں ڈاکٹر احسان اکبر لکھتے ہیں:

"مصنف کے صدق کی یہ داخلی شہادت ہر خود نوشت کا لازمہ ہوا کرتی ہے۔ "شہاب نامہ" نہ صرف اس صفت سے بدرجہ اتم متصف ہے بلکہ شہاب صاحب کی شخصیت کا فطری ارتقا بھی کسی منضبط داستان کی طرح آخری اوراق کے روحانی اشغال تک رواں رہتا ہے۔" (۱۵)

شہاب نامہ کے بارے میں ہم بجا طور پہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں واقعات، مشاہدات اور تجزیات کا بڑا دل کش مرقع ماضی اور حال کے آئینے میں پاکستان کے مستقبل کی عکاسی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس آپ بیتی میں کہیں ہمیں عام آدمی کی مایوسیوں بھری سوچ ملتی ہے، کہیں حکمرانوں کا ظلم و ستم، سیاست دانوں کی بے ایمانیاں، سرکاری ملازمین کی ہیرا پھیریاں، نوکر شاہی کی من مانیاں اور جی حضوریاں، انتظامیہ کی دھاندلیوں، امراء کی بے مروتیوں اور مذہب کے نام نہاد ٹھیکے داروں کی دوغلی پالیسیوں کی یہ خود نوشت بے لاگ داستان سناتی دکھائی دیتی ہے۔ بقول مسعود قریشی:

"مجموعی طور پر "شہاب نامہ" ایک ایسی کتاب ہے جسے نہ پاکستان کا کوئی مورخ نظر انداز کر سکتا ہے نہ ادب کا طالب علم۔ پاکستان کو جاننے اور سمجھنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔" (۱۶)

شہاب نامہ بلاشبہ بہت مقبول آپ بیتی ہے۔ اس کی شہرت کی ایک اہم ترین وجہ اس کا افسانوی رنگ ہے۔ یہ افسانویت ان کے واقعات اور اسلوب دونوں میں عیاں ہوتی ہے۔۔۔ قدرت اللہ شہاب نے اس خود نوشت کو قلم بند کرنے کا ایک بنیادی سبب حقائق کے ریکارڈ کو صاف کرنا قرار دیا ہے۔ (۱۷)

حوالہ جات

1۔ وہاج الدین، ڈاکٹر، اُردو خود نوشت: فن و تجزیہ، نئی دہلی: جامعہ ملیہ اسلامیہ، ۱۹۸۹ء، ص: ۴۱

2۔ جان محمد آزاد، جموں و کشمیر کے اردو مصنفین، جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سری نگر، ۲۰۰۴ء، ص: ۴۲۵

3۔ قدرت اللہ شہاب، شہاب نامہ، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص: ۷

4۔ ایضاً، ص: ۹۹

5۔ احسان اکبر، ڈاکٹر، شہاب نامہ سے شہاب نامہ تک، مشمولہ ذکر شہاب، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص: ۱۲۴

6۔ قدرت اللہ شہاب، شہاب نامہ، ص: ۹۹

7۔ ایضاً، ص: ۴۷

8۔ ایضاً، ص:۱۵۰۔۱۴۹

9۔ ایضاً، ص:۱۲۴

10۔ ایضاً، ص:۶۹۵

11۔ ایضاً، ص:۶۹۶۔۶۹۵

12۔ ایضاً، ص:۷۳۵

13۔ ایضاً، ص:۷۸۰

14۔ پرویز پروازی، ڈاکٹر، پس نوشت اور پس پس نوشت، نیازمانہ پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص:۱۴۴

15۔ احسان اکبر، ڈاکٹر، شہاب نامہ سے شہاب نامہ تک، ص:۱۳۷

16۔ مسعود قریشی، شہاب نامہ پہلی نظر میں، مشمولہ ذکر شہاب، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء، ص:۱۱۵

17۔ ناصر عباس نئیر، جدیدیت سے پس جدیدیت تک، کاروان ادب، ملتان، ۲۰۰۰ء، ص:۱۳۲

References:

1. Wahaj o deen, dr, urdu khudnosht, fan o tajzia, nar dehli: jamia mila islamia, 1989, page 41
2. Jan Muhammad azad, jamu Kashmir k urdu musanfeen, jamu Kashmir academy of art, culture and languages, sirnagr, 2004, page 425
3. Qudratullah shihab, shihab nama, sang mel publications, Lahore, 2014, page 7
4. Azeen, page 99
5. Ahsan akbar, dr, shahab nama sy shihab nama tak, mashmula zikrye shihab, sang mel publications, Lahore: 2006, page 124
6. Qudratullah shihab, shihab nama, page 99
7. Azeen, page 47
8. Azeen, page 149-150
9. Azeen, page 124
10. Azeen, page 695
11. Azeen, page 692-695
12. Azeen, page 735
13. Azeen,page 780
14. Parvaiz parvazi, dr, pase nosht pr pase pase nosht, naya zamana publications, Lahore: 2007, page 144
15. Ahsan akbar, dr, shahab nama sy shihab nama tak, page 137
16. Masood qurshi, shihab nama pheli nazr mein, mashmula zikre shihab, sang mel publications, 2006, page 115

17.Nasir abas nair, jadeedet sy pase jadeedet tak, carwan e adab, multan, 2000, page 132